(اداریہ) افغانستان اور سوڈان پر امریکی دہشت گردی

قوت کا استعمال اور اس کی بنیاد پر اپنی بات تسلیم کروانا کوئی نئی بات نہیں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں سے لے کر دور جدید تک یہ سلسلہ کسی نہ کسی شکل میں جاری ہے۔ لیکن یہ انداز اور اسلوب کبھی بھی پسندیدہ نہیں رہا اور تمام تہذیبوں نے اسے اخلاقی اقدار کے منافی قرار دیا ہے۔ تمدنی زندگی میں جرائم کی روک تھام کے لئے ہمیشہ قانون کے ذریعے سزائیں دینے کا اہتمام کیا جاتا رہا ہے۔ اللہ رب العزت نے بھی تمام شرائع کے اندر جرائم کی سزاؤں کا تعین کیا ہے۔ قصاص' دیت' حدود' تعزیرات وغیرہ کا ذکر سابقہ آسمانی کتب کے علاوہ قرآن کریم میں بالتفصیل ملتا ہے۔

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ فرد جرم عائد کرنے سے پہلے دلائل اور شواہد کی ضرورت ہوتی ہے اور دنیا کی کوئی عدالت اپنا فیصلہ سنانے سے قبل مجرم کو صفائی کا موقعہ ضرور دیتی ہے اور پھر اس کے جرم کے مطابق صرف اسی کو سزا دی جاتی ہے اور یہ بات فطرت کے خلاف ہے کہ جرم باپ کرے اور اس کی سزا بیٹے کو ملے۔

ہم جس دور میں جی رہے ہیں یہاں جرائم کی نوعیت تبدیل ہو گئی ہے۔ اب باقاعدہ تنظیمیں اور منظم گروہ وجود میں آئے ہیں۔ جو مادی فوائد کے عوض بڑے بڑے گھناؤنے جرم کرتے ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ بعض حکومتوں نے اپنی سرپرستی میں ایسی جرائم پیشہ تنظیمیں قائم کی ہیں جن کے ذریعے دوسرے ممالک میں تخریب کاری اور دہشت گردی کرائی جاتی ہے اور ان حکومتوں کے نظام کو تہہ و بالا کیا جاتا ہے اور بے شمار فوائد حاصل کئے جاتے ہیں۔ ان میں اسرائیل کی موساد' بھارت کی را اور امریکہ کی سی آئی اے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

بلکہ ان میں ایک چیز قدر مشترک ہے کہ یہ اپنی تمام تر کارروائیاں اسلامی ممالک میں کرتے ہیں۔ مشاہدے اور تجربے میں یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ اگر کسی ملک سے تعلقات خراب کرنے مقصود ہو تو خود ہی اپنے ایجنٹوں کے ذریعے اپنا نقصان کرا لیا یا اپنا جہاز اغواء کرا کے دشمن ملک بھجوا دیا اور ردعمل کے طور پر سفارتی تعلقات ختم اور فضائی راستے بند اور اس کی آڑ میں اس ملک پر حملہ کرنے کا جواز تلاش کر لیا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں سب سے زیادہ کام ذرائع ابلاغ سے لیا جاتا ہے کیونکہ جرم کی نوعیت اور مجرموں کا تعین ابھی نہیں ہوتا کہ مختلف ٹیلی ویژن چینل اور اخبارات اس خبر کو جلی سرخیوں سے شائع کر دیتے ہیں۔ جس سے یہ تاثر ابھرتا ہے کہ فلاں پڑوسی ملک ایسی تخریب کاری میں ملوث ہے حالانکہ اس کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا۔

کچھ ایسا ہی قصہ پچھلے دنوں دہرایا گیا اور پوری دنیا نے اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا امریکہ جو اپنی ہٹ دھرمی اور سپرپاور کے گھمنڈ میں پوری دنیا پر تھانیدار بنا ہوا ہے۔ جس کا ردعمل کسی نہ کسی شکل میں سامنے آتا ہے اور خاص کر جسے امریکہ ناپسند کرے اسے پھانسنے کے لئے کوئی نہ کوئی بہانہ تو ڈھونڈ بھی لیتا ہے خواہ اس کے لئے اپنے ہی شہری لقمہ اجل کیوں نہ بن جائیں۔

تنزانیہ اور کینیا کے امریکی سفارتخانوں میں بم دھماکے باوثوق ذرائع کے مطابق خود امریکہ نے موساد کے ذریعے کرائے اور اس کا الزام جہاد اسلامی نامی تنظیم پر لگا دیا گیا اور یہودی ذرائع ابلاغ نے اس کا خوب چرچا کیا اور اس تنظیم کا تعلق عرب نژاد مجاہد اسامہ بن لادن کے ساتھ جوڑا گیا تاکہ اس سے انتقام لیا جاسکے۔ اس پورے ڈرامے کا اصل مقصد بھی یہی تھا کہ کوئی ایسا بہانہ ملے جس کی آڑ میں اسامہ بن لادن کو ہلاک کیا جاسکے۔

چونکہ اسامہ بن لادن آجکل طالبان کی تحویل میں افغانستان میں مقیم ہے اور طالبان نے اس کی مکمل حفاظت کی ذمہ داری اٹھا رکھی ہے اور امریکہ

طالبان کے ذریعے اسے کسی قیمت پر حاصل نہیں کر سکتا۔ چونکہ افغانستان آنے سے قبل اسامہ بن لادن سوڈان میں مقیم رہا اور کوششوں کے باوجود امریکہ اس تک نہ پہنچ سکا۔

لہٰذا امریکہ کی جنونیت کا یہ عالم ہے کہ انہوں نے صرف ایک شخص کی خاطر افغانستان اور سوڈان پر کروز مزائلوں سے حملہ کا بھیانک فیصلہ کیا۔ حالانکہ طالبان کی حکومت باربار یہ اعلان کر رہی تھی کہ اگر اسامہ بن لادن مجرم ہے تو ثبوت سامنے لائے جائیں یا کسی غیر جانبدار عدالت یا عالمی اداروں کے ذریعے اس کی تحقیق کرائی جائے لیکن امریکہ نے وہ انتہائی قدم اٹھایا اور رات کی تاریکی میں مزائل داغ دیئے۔ جس کے نتیجے میں لاتعداد شہری شہید ہوئے اور مالی نقصان الگ ہوا۔ سوڈان کی جس فیکٹری پر میزائل داغے گئے وہ دوا ساز فیکٹری تھی۔ جس میں تین سو مزدور مسلمان شہید ہو گئے۔ حالانکہ ان کا اس پورے معاملے میں کوئی عمل دخل نہیں تھا۔

سوڈان نے عالمی اداروں شدید احتجاج کیا کہ وہ تحقیق کریں اور اپنے نمائندے بھیج کر اس بات کی تسلی کریں کہ کیا یہ فیکٹری مہلک ہتھیار تیار کرنے والی ہے یا صرف انسانی جانوں کے تحفظ کے لئے دوا سازی کا کام کرتی ہے۔ بعض باوثوق ذرائع کے مطابق اس فیکٹری نے اقوام متحدہ سے باقاعدہ اجازت حاصل کر لی تھی کہ وہ عراقی بچوں کے لئے دوا بھیج سکے گا۔ لہٰذا انتقاماً" یہ قدم اٹھایا گیا۔

اسلامی تعلیمات میں اس بات کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے کہ کسی بھی بے گناہ انسان کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو اور خاص کر جب کسی غیر مسلم ممالک کے سفیر کسی بھی ملک میں متعین ہوں۔ تو ان کی حفاظت کی ذمہ داری حکومت وقت پر ہوتی ہے۔ اسلام انہیں قتل کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ یہ بات تحقیق طلب ہے کہ امریکی سفارت خانوں میں

حالیہ بم دھماکے کس نے کئے ؟ اور کیوں کئے؟ اور اس میں ہلاک ہونے والوں میں کتنے امریکی تھے اور خود اسامہ بن لادن نے آج تک اس کا اعتراف نہیں کیا۔

تو ایسی صورت میں امریکہ نے جو انتہائی قدم اٹھایا ہے اور کروز مزائلوں سے بے گناہ شہریوں کو نشانہ بنایا ہے۔ دنیا کا کوئی مہذب معاشرہ اس کی اجازت نہیں دیتا۔ بلکہ امریکہ کی اس دہشت گردی اور تخریب کاری سے سفارت خانوں میں ہونے والے بم دھماکے معمولی دکھائی دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا شدید ردعمل پوری دنیا میں ہوا ہے۔ اور عوام نے شدید غم و غصے کا اظہار کیا ہے۔ جگہ جگہ امریکہ کے خلاف جلوس اور مظاہرے ہوئے۔ امریکی صدر (جو بدکار ہونے کا خود اعتراف کر چکا ہے) کے پتلے جلائے گئے اور امریکی جھنڈے نذر آتش کرکے شدید نفرت کا اظہار کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پوری دنیا میں امریکی ذلیل و رسوا ہوئے ہیں۔ خود امریکیوں نے واشنگٹن میں وائٹ ہاؤس کے سامنے مظاہرہ کیا ہے۔

اخلاقی اعتبار سے امریکہ کو بری طرح شکست ہوئی ہے۔ اب کوئی امریکی کھلے عام چل پھر نہیں سکتا۔ اسے شدید ردعمل کا اب بھی خطرہ ہے۔

ہم اس عالمی دہشت گردی کی شدید مذمت کرتے ہیں اور اپنی حکومت سے گذارش کریں گے کہ وہ اس ضمن میں مصالحانہ رویہ اختیار نہ کریں بلکہ دو ٹوک الفاظ میں امریکہ کو باور کرائیں کہ ہم آزاد اور خودمختار قوم ہیں۔ ہمارے ملکی اور داخلی معاملات میں مداخلت کسی صورت میں برداشت نہیں کی جائے گی۔ ہم عزت کے ساتھ جینا اور شہادت کی موت کو ترجیح دیں گے۔

امریکہ کو خود بھی اپنی اس غیرشائستہ کارروائی پر ندامت کا اظہار کرنا چاہیئے اور افغانستان سوڈان اور پاکستان سے غیرمشروط معافی مانگنی چاہیئے اور نقصانات کی تلافی کے لئے معاوضہ ادا کرنا چاہیئے۔

قرآن و سنت پاکستان کا اعلی ترین قانون

قومی اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم میاں نواز شریف نے قرآن و سنت کو پاکستان کا اعلی ترین قانون قرار دینے کا اعلان کیا۔ انہوں نے کہا ہم آئین میں پندرھویں ترمیم لا رہے ہیں۔ جس کے ذریعے وطن عزیز میں شریعت کی بالا دستی قائم ہو گی اور تمام شعبہ ہائے زندگی میں اسلامی نظام کی تنفیذ ہو جائے گی۔

قیام پاکستان کا اصل ہدف اور مقصد اعلی بھی یہی تھا کہ برصغیر کے مسلمان ایک علیحدہ خطہ حاصل کرکے اس میں اپنے عقائد اور نظریات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں اور اسلام کے آفاقی نظام کو عملاً نافذ کریں گے۔ لیکن سوء قسمت اکاون سال گزرنے کے باوجود ہم اپنے اس ارفع مقصد کو نہ پا سکے اور قیام پاکستان میں قربانیاں دینے والوں کی بڑی تعداد یہ حسرت لے کر آخرت کو سدھار گئی کہ وہ اس وطن میں اسلام کا عادلانہ اور مساویانہ نظام کے نفاذ کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ مگر ہر آنے والے حکمران نے اپنے وعدوں میں اسلام کے نفاذ کے سنہری خواب تو دکھائے مگر اس کی تعبیر کرنے سے قاصر رہے۔

اگرچہ بعض ادوار میں اس طرف پیش رفت ہوئی اور اسلامی قوانین کو عملی شکل دی گئی لیکن ان کی تنفیذ کا موقع نہ آیا۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم ان میں سرفہرست ہیں اور انہوں نے بڑی سنجیدگی کے ساتھ نفاذ اسلام کے لئے جدوجہد کی مگر عملاً اس کا نفاذ نہ ہو سکا۔

اب جبکہ وطن عزیز میں پاکستان کی خالق جماعت مسلم لیگ کی حکومت ہے اور یہی جماعت پاکستان کے اصل مقاصد کی تکمیل کر سکتی ہے۔ کیونکہ مسلم لیگ کے صدر میاں نواز شریف بہت مواقع پر اپنے منشور کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کا اظہار کر چکے ہیں کہ وہ برسراقتدار آ کر ملک میں قرآن و سنت کی بالا دستی

قائم کریں گے اور خلفاء راشدین کا دور لائیں گے۔ لہٰذا اس جماعت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنا وعدہ پورا کرے اور موجودہ بل اس سلسلے کی ایک کڑی معلوم ہوتی ہے۔

پاکستان میں موجود دینی جماعتیں ہمیشہ سے یہ مطالبہ کرتی رہی ہیں کہ وطن عزیز میں اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔ جس کے لئے ہر ممکن تعاون اور قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ اس ضمن میں بعض دینی جماعتوں کا موجودہ وزیراعظم کو عملی اور اخلاقی تعاون حاصل ہے۔ جن میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان اور جمعیت علماء پاکستان (نیازی گروپ) خاص طور پر شامل ہیں۔ اب وقت کی ضرورت یہ ہے کہ باقی تمام دینی جماعتوں اور تنظیموں کو اپنی خدمات قرآن و سنت کے نفاذ کے لئے وقف کر دینی چاہیئے۔ تاکہ اس بار یہ سنہری موقع ضائع نہ ہو اور قرآن و سنت کی بالا دستی محض اعلان نہ ہو بلکہ اس کی عملی تعبیر سے عوام الناس مستفید ہو سکیں اور انہیں یہ احساس بھی کر لینا چاہیئے کہ یہ موقع اپنی انانیت اور خود نمائی کا نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کی عظمت اور اسے اعلیٰ ترین منوانے کا ہے۔

ہمیں ان سیاسی اور نام نہاد دینی جماعتوں کے موقف سے کوئی غرض نہیں اور نہ ہی انہیں اہمیت دینی چاہیئے جو شریعت کی بالا دستی کو مسترد کرتے ہیں اور اس کے عملی نفاذ کو روکنے کے لئے غیر یقینی صورت حال پیدا کر رہے ہیں اور طرح طرح کی بولیاں الاپ رہے ہیں۔ کیونکہ یہ کوئی پہلی مرتبہ منفی کردار ادا نہیں کر رہے بلکہ جب وطن عزیز کو کسی بڑے چیلنج کا سامنا ہوا، کوئی اہم ترین منصوبہ شروع کرنا ہو تو یہی لوگ راستے کی دیوار بنتے ہیں اور ان تمام پروگراموں کو سبوتاژ کرنے میں اپنا گھناؤنا کردار ادا کرتے ہیں۔ ان سے ہم کیونکر یہ توقع کر سکتے ہیں کہ وہ اسلامی نظام کے نفاذ میں تعاون کریں گے۔

اس لئے موجودہ حکمرانوں سے یہ گذارش ہے کہ وہ مخلص علماء اور

دانشوروں سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ ان کی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں اور اسلامی قوانین کے نفاذ میں ان کا تعاون حاصل کریں۔

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کو عملاً نافذ کیا جائے اور محض اعلان پر اکتفا نہ کیا جائے۔ اس ضمن میں حکومت کو اپنے تمام محکموں کو مجبور کرنا چاہئے کہ وہ دل و جان سے اسے قبول کریں اور عملی نفاذ میں مکمل تعاون کریں۔ خاص کر عدلیہ کو مکمل اعتماد میں لینے کی ضرورت ہے اور جو شکوک و شبہات پیدا ہو رہے ہیں انہیں فورا دور کیا جائے۔

اسی طرح حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ پاکستان میں بسنے والی اقلیات کو بھی مطمئن کریں اور اسلام نے ان کے لئے جو تحفظات دیئے ہیں ان کو واضح کریں تاکہ کسی قسم کی غلط فہمی کی گنجائش نہ رہے۔ یہ کام ذرائع ابلاغ کے ذریعے بہت عمدگی سے ہو سکتا ہے۔ اسلام کی سچائی' اس کی حقانیت اور اسلامی نظام کے خدوخال کو تفصیل سے بیان کریں۔ مختلف مکاتب فکر کے علماء اور دانشوروں کا مشترکہ اجلاس بلائیں اور ان میں اتفاق رائے پیدا کریں اور مشترکہ اعلامیہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے نشر کریں۔

یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ امت مسلمہ میں اگر اتحاد و اتفاق پیدا کرنا مقصود ہے تو وہ صرف قرآن و سنت کی بنیاد پر ہو سکتا ہے کیونکہ اس میں کسی قسم کے اختلاف کی گنجائش نہیں ہے۔ لہذا حکومت وقت سے گزارش ہے کہ وہ اپنی تمام تر توجہ اس نقطہ پر مرکوز کریں اور قرآن و سنت کو ہی اعلیٰ ترین قانون قرار دیں۔ ہم حکومت کے اس جراتمندانہ اقدام کو خراج تحسین بھی پیش کرتے ہیں اور ہر قسم کے تعاون کا مکمل یقین دلاتے ہیں۔